www.KitaboSunnat.com

یادِ رفتگان

تحریر: شیخ سعد عبداللہ سعدان☆
مترجم: عبدالرشید تونسوی

قاضی مدینہ منورہ شیخ عطیہ محمد سالم رحمہ اللہ

بلا شک و شبہ موت برحق ہے اور موت کا ایک وقت مقرر ہے اور تمام لوگوں کو مرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ہر جان موت چکھنے والی ہے" لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور اللہ کی طرف بلانے والے داعی کی موت عام آدمی سے مختلف ہوتی ہے۔ عالم کی موت مصیبت اور غمناک ہوتی ہے۔ عالم کی موت اسلام میں ایسا رخنہ اور دراڑ پیدا کر دیتی ہے جو بآسانی پر نہیں کی جا سکتی۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ﴾ (سورۃ الرعد:۴۱)

"کیا انہوں نے دیکھا اور جانا نہیں کہ ہم زمین کی طرف آتے (نظر کرتے) ہیں اور اس کے اَطراف وجوانب سے اسے کم کرتے ہیں"

کہا گیا ہے کہ زمین کو اطراف سے کم کرنے سے مراد "علماءِ حق کی موت" ہے۔

اور بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی حدیث روایت کی ہے جس میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے ہیں: "یقیناً اللہ تعالیٰ علم کو بندوں کے سینوں سے نہیں کھینچے گا لیکن علم کو علماء کو فوت کرنے کے ساتھ قبض فرمائے گا......"

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: "علم کو لازم پکڑو، اس کے قبض ہونے اور اٹھائے جانے سے پہلے پہلے......اور علم کے قبض ہونے سے مراد علماء کی موت ہے" مزید فرماتے ہیں:

"عالم کی موت اسلام میں ایک رخنہ ہے، جسے مرورِ لیل و نہار اور ان کا تغیر پر نہیں کر سکتا"

سعید بن جبیرؒ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کی ہلاکت کی علامت کیا ہے؟ جواب دیا: جب ان کے علماء فوت ہو جائیں...... گذشتہ چند ماہ کے دوران امت مسلمہ متعدد ممتاز علماء کی موت کے سبب غم واندوہ سے دوچار ہے۔ جیسے علامہ عمر محمد فلاتہ، علامہ محمود طناحی، علامہ شیخ صالح بن غصون، شیخ سالم دخیل، علامہ عبدالقادر سندی، شیخ الاسلام عبدالعزیز بن باز، شیخ مؤرخ ادیب محمد مجذوب، علامہ علی طنطاوی، علامہ فقیہ مصطفیٰ زرقاء، شیخ علامہ دکتور مناع قطان (اور علامہ محقق محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانی، سید ابوالحسن علی ندوی، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا عبدالرء وف رحمانی جھنڈانگری وغیرہ) ان کی موت ایک عظیم مصیبت اور بہت بڑا غم وصدمہ ہے۔

قدرت کا اصول ہے کہ جو دنیا میں لمبا عرصہ گزارتا ہے اس پر دنیا کی خوشیاں اور مصائب آتے رہتے ہیں۔ انہی علماء میں سے جنہوں نے گذشتہ دنوں امت کو الوداع کہا، مدینہ منورہ کے ایک نامور عالم فاضل جن کی عمدہ گفتگو اور نافع دروس سے دنیا مستفید ہوتی تھی، علامہ فقیہ قاضی عطیہ محمد سالم ہیں جو منگل کے روز ۶/ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ (۲۰/جولائی ۱۹۹۹ء) کو فوت ہوئے، رحمہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کی وفات پر ان کے چاہنے والوں اور ان کے تلامذہ اور طلباء میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ مجھے (شیخ

☆خطیب جامع الامیر فیصل بن طلال، الریاض۔ مترجم: عبدالرشید تونسوی، خریج جامعہ رحمانیہ، لاہور حال مدرّس جامعہ ابن تیمیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعد کو) بھی گہرا صدمہ ہوا کیونکہ میرے ان سے قریبی مراسم تھے، عموماً ان کے پاس بیٹھا کرتا اور مدینہ منورہ میں ان کے گھر میں بکثرت ان کی زیارت کا شرف حاصل کرتا۔ میں نے ان کے علم، توجیہات و نکات اور تجربوں سے بھی خوب استفادہ کیا۔

شیخ رحمہ اللہ مصر میں بریہ شرقیہ سے متصل المهدية میں ۱۳۴۶ھ (۱۹۲۷ء) کو پیدا ہوئے اور بڑی پاکیزہ پرورش وتربیت پائی۔ بچپن میں اپنے چچا محمد مصطفی عطیہ سالم کے گرویدہ رہے اور ان کا ساتھ اختیار کیا جن کا شمار ان لوگوں میں تھا جو حصول علم میں ہر قسم کی مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اپنی سی ہر ممکنہ کوشش میں لگے رہتے۔

شیخ عطیہ جب جوانی کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حرمت اور برکتوں والے شہر کی طرف ادائیگی حج کے لئے اور مسجد نبوی کی زیارت کے لئے سفر کرنے کا شوق چرایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیک خواہش پوری فرمائی اور ۱۳۶۴ھ (۱۹۴۴ء) میں آپ کی یہ دلی خواہش پوری ہوئی۔ مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد اہل مدینہ سے میل ملاقات میں گزر بسر ہوتی۔ آپ نے مسجد نبوی میں علم و تعلّم کا چرچا دیکھا تو تحصیل علم کے لئے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہونے کا خیال دل میں جم گیا۔ آپ صبح کے وقت دارالحدیث میں ہوتے اور شام کو مسجد نبوی کے علمی حلقوں میں بیٹھتے۔ اس طرح طلبِ علم میں مگن ہوگئے اور محنت اور مشقت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے علمائے مدینہ سے متعدد کتب حدیث پڑھیں جن میں مؤطا امام مالک، بلوغ المرام، صحیح البخاری، سنن ابی داود، ریاض الصالحین، نیل الاوطار اور مصطلح الحدیث، فرائض اور نحو وغیرہ جیسے علوم شامل ہیں۔

آپ کے اساتذہ تو کثیر ہیں لیکن جس استاذ سے پورے اہتمام سے تحصیل علم کی، ان سے علمی اثر قبول کیا اور سفر و حضر میں ان کا ساتھ اختیار کیا وہ عظیم عالم محمد امین شنقیطی صاحبِ تفسیر اضواء البیان ہیں۔ ان سے مختلف فنون کی بہت سی کتابیں پڑھیں جن کا شمار مشکل ہے۔ شیخ شنقیطی سے حصول علم کا اس قدر اہتمام کیا کہ گویا ایک درسگاہ سے منسلک ہوں شیخ عطیہ اکثر اپنے کلام میں ان کا تذکرہ فرمایا کرتے۔

آپ کے شیوخ میں علامہ عبدالرحمٰن افریقی بھی ہیں جو مسجدِ نبوی میں مدرّس تھے۔ ان کے حلقہ تلمذ میں بھی رہے اور ان کے علم سے وافر حصہ حاصل کیا۔ اسی طرح معروف زاہد عالم کلمہ حق کہنے والے علامہ شیخ محمد بن علی بن ترکی، رابطہ عالم سلامی کے سابق جنرل سیکرٹری علامہ شیخ محمد بن علی حرکان اور علامہ عبدالرزاق عفیفی بھی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ مذکورہ علماء کے علاوہ دیگر شخصیات سے بھی شیخ نے استفادہ کیا اور متاثر ہوئے...... وہ شخصیتوں جن کا خود شیخ نے اعتراف کیا ہے سے آپ حد درجہ متاثر تھے:

(۱) معروف یگانہ روزگار عالم، خاتمۃ الحفاظ سابق مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن باز جن کے ساتھ شیخ موصوف کو كلية الشريعة اور پھر كلية اللغة میں کام کرنے کا موقع میسر آیا۔ پھر مدینہ منورہ یونیورسٹی میں بھی اکٹھے رہے۔ آپ شیخ کے منہج اور علم سے بہت متاثر تھے۔

(۲) مسجد نبوی کے امام اور خطیب، علامہ شیخ عبدالعزیز بن صالح۔ شیخ عطیہ کو ان کے ساتھ عہدۂ قضاء پر کام کرنے کا موقع ملا۔ مکہ سے باہر سفروں میں ان کے رفیق رہے اور عمل میں ان کے طریقہ اور تعامل سے متاثر ہوئے۔ فیصلوں میں ان کی عمیق اور دور رس نظر کی خوب تعریف کرتے۔

شیخ موصوف دیگر بہت سے علماء سے ملاقات کرتے رہتے جن میں محمد خیال، شیخ عبداللہ بن زاحم، شیخ حسن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعر، شیخ عماد مغربی، شیخ عبدالرؤف بخاریؒ اور شیخ محدث حماد انصاریؒ وغیرہ شامل ہیں۔

شیخ کی عملی زندگی

تحصیل علم کے بعد منطقہ احساء میں معہد علمی میں مدرس کے فرائض انجام دیے جہاں شیخ راشد بن حنین کے گھر قیام پذیر رہے۔ان دنوں معہد کے مدیر شیخ ادیب عبداللہ بن خمیس تھے بعدازاں ریاض میں المعهد العلمي سے تعلق جوڑا، پھر كلية الشريعة اور كلية اللغة العربية سے منسلک ہوگئے جہاں اپنی تدریسی خدمات کی بنا پر نمایاں رہے۔

اور ۱۳۸۱ھ (۱۹۶۱ء) میں جب مدینہ منورہ میں اسلامی یونیورسٹی کی ابتداء ہوئی تو موصوف کو جامعہ کے افتتاح اور چلانے میں شیخ ابن باز کی معاونت کے لئے مقرر کیا گیا اور إدارة التعليم ان کے سپرد کیا گیا اور اس کے بعد جامعہ کے مختلف کالجز میں درس دیتے رہے۔جامعہ میں اعلیٰ تعلیم کے شعبوں میں رہے اسی طرح مدینہ میں موجود المعهد العالي للدعوة میں درس دیتے رہے جو کہ جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض کے تابع ہے۔

۱۳۸۴ھ (۱۹۶۴ء) سے عدالتی امور کو سنبھالا اور مدینہ منورہ ہائی کورٹ میں جج بنے۔بعدازاں مدینہ کی عدالتوں کے سربراہ مقرر ہوئے اور پھر اسی عہدہ پر فائز رہے۔

یہی شیخ محمد امین شنقیطی کا بھی زمانہ تھا۔شیخ شنقیطی حرمِ نبوی میں درس دیتے تھے۔موصوف ان کی عدمِ موجودگی میں ان کے نائب ہوتے۔پھر موصوف اس عظیم ذمہ داری کو عرصہ تک انجام دیتے رہے، لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے ان سے فائدہ حاصل کیا۔

شیخ موصوف نے دعوت الی اللہ کے باب میں بھی عظیم خدمات اور کارہائے نمایاں انجام دیں۔آپ مسجد نبوی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔اور اندرون و بیرونِ ملک علمی مجالس اور کانفرنسوں میں شریک ہوتے۔تبلیغ و دعوت کی غرض سے بہت سے ملکوں کا سفر کیا۔ذرائع ابلاغ کے بعض پروگراموں میں بھی شرکت کیا کرتے، ریڈیو پروگرام نداء الاسلام میں بھی تعلق قائم کئے رکھا۔آپ ۱۳۸۱ھ (۱۹۶۱ء) سے باقاعدہ ہر سوموار کی رات کو ہفتہ وار حدیث کا پروگرام پیش کیا کرتے۔اسی طرح ٹیلی ویژن پر سیرت کے موضوع پر آپ کی تقاریر خوب پسند کی گئیں۔بعض دوسرے پروگراموں میں بھی شریک رہے مثلاً بدر والبدريون من أعيان علماء الحرمين وغیرہ

تصنیف و تالیف کے میدان میں آپ نے مختلف علوم کی متعدد کتب کی شروح لکھیں مثلاً الموطا بلوغ المرام، الرحبیہ، رسالہ فی اصول الفقہ، الاربعین النوویہ وغیرہ۔یہ تمام شروح مكتبة الحرم الصوتية (مسجد نبوی کی کیسٹ لائبریری) میں میسر ہیں جن کی تعداد ایک ہزار کیسٹس کے قریب ہے۔

اس طرح شیخ نے متعدد مفید کتب تالیف کیں جن میں چند ایک یہ ہیں:

تتمة تفسير أضواء البيان اپنی تالیفات میں آپ کو سب سے زیادہ یہی تالیف پسند تھی

السؤال والجواب فی آيات الكتاب…… وصايا الرسول ﷺ……عمل أهل المدينة جیساکہ مؤطا امام مالک میں وارد ہوا ہے (ساتھ دیگر تین فقہی مذاہب کا بھی ذکر ہے)……في ظلال عرش الرحمٰن…… التراويح اكثرمن ألف عام فى مسجد النبیﷺ…… مع الرسول ﷺ فی رمضان…… نكاح المتعة فى الإسلام…… زكاة الحلى…… تعريف عام بعموميات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الإسلام...... منهج الإسلام في كيفية المؤخاة والتحكيم بين المسلمين...... أصول الخطابة والارشاد...... معالم على طريق الهجرة...... حكمة التشريع في تعدّد الزوجات و تحديد النسل...... رمضانيات...... آداب زيارة المسجد النبوي والسلام على رسول الله ﷺ...... مع الرسول ﷺ في حجة الوداع...... الإسراء والمعراج (من الكتاب والسنة)...... سجود التلاوة...... مباحث الدماء في الإسلام (في مجلدين ٦٠٠ صفحة) فهارس التمهيد...... هداية المستفيد من التمهيد (١٢ مجلد) جس میں تمہید کو فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی مؤلفات اور مقالات وغیرہ ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کی ایک بہت بڑی لائبریری تھی جو مختلف قسم کی کتب، مصنفات، قدیم طبعات، مخطوطات اور بعض مخطوطات کی عکسی نقول سے بھری پڑی تھی۔ لائبریری بڑی منظم اور بڑی عمدہ ترتیب دی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ شیخ کے بیٹوں کو اس کی حفاظت کی توفیق دے اور وہ اس لائبریری سے پورا فائدہ اٹھائیں!

موصوف رحمہ اللہ صفاتِ حمیدہ، اَخلاقِ عالیہ، تواضع، بلند آداب اور جود وسخا جیسی خوبیوں کے سبب ممتاز تھے۔ علماء کے اقوال اور فقہی مذاہب اور علماء کے اقوال کا وسیع علم رکھتے تھے۔ امام مالکؒ کے مسلک کی طرف قدرے میلان رکھتے تھے۔ طلباء کی قدر اور عزت کرتے۔ جو کام بھی آپ سے کہا جاتا، اس کی تکمیل میں بخل نہ کرتے۔ ہمیشہ خیر خواہی اور نصیحت کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ نے میری مسجد میں جمعہ ادا کیا۔ خطبہ میں، میں نے عورت کی ملازمت کے موضوع پر گفتگو کی اور ان شبہات کا ذکر کیا جو عموماً اس پر اٹھائے جاتے ہیں۔ موصوف خطبہ کے بعد میرے پاس آئے اور میرے پیش کردہ موضوع کی تائید کی اور اس کی اہمیت اور اس کے خطرات کا ذکر کیا اور مجھے کہا کہ یہ موضوع بڑا اہم ہے، وقتاً فوقتاً اسے پیش کرتے رہنا چاہئے۔ موصوف رحمہ اللہ اہل علم سے بڑا تعلق رکھتے اور ان سے ملتے جلتے رہتے تھے۔ آپ کا دوسرے علماء کے ساتھ کتابوں اور مخطوطات کا تبادلہ جاری رہتا۔ ایک دن میں آپ کے پاس تھا کہ آپ نے وہ مخطوطہ نکالا جو نسیان (بھول چوک) کے موضوع پر عبدالغنی نابلسی کا لکھا ہوا تھا۔ آپ سے یہ مخطوطہ محدثِ مدینہ علامہ حماد انصاریؒ نے مانگا تھا۔ میں اور شیخ عطیہ اِن کے پاس گئے جہاں شیخ نے یہ مخطوطہ انہیں ہدیہ کر دیا۔

قاضی ہونے کے ناطے شیخ موصوف مسلمانوں کے فیصلے کرنے میں بڑا اہتمام کرتے تھے۔ ان کے حالات کا وسیع علم رکھتے۔ آپکی قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ آپ طبی اَدویات بہت اچھے طریقے سے تیار کر لیا کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے موصوف کو صالح بیٹے عطا کئے جو سب تحصیل علم میں مشغول ہیں۔ بڑا بیٹا عبدالرحمٰن ہے جس کے نام پر موصوف کی کنیت تھی اور دیگر مصطفیٰ، احمد، محمد اور سالم ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دین پر ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے راستے پر چلنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخری برسوں میں شیخ بہت سے اَمراض و آلام میں مبتلا رہے۔ آپ رحمہ اللہ مصیبت پر صبر کرنے والے اور ثواب کے امیدوار تھے حتیٰ کہ بیماری بڑھ گئی اور سوموار کے دن ۶ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ کو روح اپنے باری کے سپرد کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت موصوف کو اپنی آغوش میں لے اور آپ کو علیین میں بلند جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ